Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 89-96
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1482
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

آیات الاحکام میں دلالۃ النص کی عصری معنویت

The Current Ideality of Dalālah al-Nas in Ayāt al-Ahkām

Javed Mustfa

Principal, jamiah Ghosiah saeediah Bahawalpur

Abstract

The core purpose of Islamic Studies is to understand Qur'an via Qur'an, Hadith, Grammar, History, etc. especially the verses containing commandments and prohibitions. Such verses belong to direct practices of Muslim's' life. Each of such verses are categorized into four section on the basis of their indications on meaning. The research topic "The Current Ideality of Dalālah al-Nas in Ayāt al-Ahkām" leads to new area of research in the field of Dalalāt that is one of subsequent discussions of Principles of Jurisprudence. We normally find Dalālah al-Nas being discussed in the books of Principles of Jurisprudence very briefly, while it deserves to be discussed in detail with respect to the verses of commandments in Qur'an. As it has direct impact on understanding such verses. The research study has its own unique value of becoming the chapter of a book, that later on can be combined with studies on other three Dalalāt. At the same time it is going to be a research article worth publishing in impact factor journal either local or international.

Keywords

Dalālah al-Nas, Ayāt al-Ahkām, Jurisprudence, Qur'an.

DRJI
INTERNET ARCHIVE

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1. موضوع کا تعارف

قانون ایک معاشرہ کی فطری، بنیادی اور ابتدائی ضرورت ہے۔ کسی قوم، ملک، سلطنت، علاقہ اور آبادی کے ایک واضح یا غیر واضح، اعلانیہ یا غیر اعلانیہ یعنی ثقافتی اور روایتی قوانین کی علمداری کے بغیر زندگی گزارنا ایک محال عمل ہوتا ہے۔ دور قدیم سے لے کر دور جدید تک دنیا ارضی کا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی واضح، اعلانیہ یا روایتی اور رواجی قانون کی علمداری نہ رہی ہو۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ جب بھی کسی خطہ، علاقہ ملک وغیرہ میں قانون نافذ کیا جاتا ہے تو اس نے نفاذ سے قبل اس قانون کی بنیادیں طے کی جاتی ہیں۔ ان بنیادوں کو علوم اسلامیہ کے اصطلاح میں اصول فقہ اور عمومی طور پر اصول قانون کہا جاتا ہے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں علم اصول فقہ اس حال میں نہیں تھا جس طرح آج کے دور میں معروف ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کو قواعد کے سیکھنے کی حاجت پیش ہی نہیں آئی کیونکہ اسلامی قانون کے بنیادی ماٰخذ عربی زبان میں تھے اور وہ حضرات عربی الاصل تھے اور عربی کے تمام سلیقوں سے اچھی طرح آگاہ اور مزاج نبوت آشنا تھے اور صحبت نبوی کی بنا پر انہیں تفقہ حاصل تھا۔ اگر کوئی مسئلہ وضاحت اور تفصیل طلب ہوتا تو وہ رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے اور رسول اللہ ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے۔ اس لئے ان کو قواعد سیکھنے، اصول مرتب کرنے اور تدوین مسائل کی حاجت پیش نہیں آئی۔ مگر جب اسلام کو وسعت حاصل ہوگئی اور دوسری قومیں عربوں کے ساتھ شامل ہوگئیں اور مختلف مسالک وجود میں آگئے اور لوگوں کے راستے جدا ہونا شروع ہوگئے تو علماء نے علوم دینیہ کی تدوین کو ضروری سمجھا، اور انہوں نے ایسے قوانین وضع جن کے واسطہ سے احکام شرعیہ کا استنباط ممکن ہوسکے اور فقہی فروعات کی تدوین کی جاسکے۔

اہل سنت کے علماء وفقہاء عمومی اور اساسی طور پر عقائد و معاملات میں باہم متفق اور متحد ہیں لیکن جزوی اور فروعی لحاظ سے جس طرح نصوص کی بعض تعبیرات و تشریحات میں فقہاء و متکلمین دونوں نے الگ الگ منہج اختیار کیا ہے۔ اسی طرح اصول فقہ کی بعض اصطلاحات میں بھی دونوں نے اپنا الگ منہج بنایا ہے۔ لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کے واضح اور مبہم ہونے میں اور طرق دلالات میں فقہاء اور متکلمین کے مناہج میں کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ مگر مقصد دونوں مناہج کا استنباط احکام ہے۔ اور اس وقت سے لے کر بارہویں صدی تک اہل سنت کے چاروں مکاتب فقہ میں تقریبا انہی مناہج کے مطابق اصول فقہ کی تدوین ہوتی رہی۔ مگر اصول فقہ کی تدوین کے دور جدید میں اصولیین نے اصول فقہ کی تالیف میں کسی خاص منہج اور مسلک کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ دونوں مناہج میں سے جو زیادہ سہل اور واضح بات نظر آئی، اس کو اپنی تالیف کا حصہ بنا دیا۔ اور یہ اسلوب خطہ عرب کے اصولی ادب میں خصوصا اور دیگر فقہی مراکز میں عموما واضح نظر آتا ہے۔ اسی طرح فقہاء و متکلمین کے نزدیک اصول اجتہاد اپنے الگ الگ ہیں۔ کچھ اصول ایک کے ہاں تو حجت ہیں

مگر وہی اصول دوسرے کے نزدیک غیر مقبول ہیں اور بعض اوقات یہ اختلاف لفظی نوعیت کا حامل بھی ہوتا ہے۔

2. دلالت کا معنی و مفہوم

اہل علم کے ہاں "دلالت" کے معنی یہ ہیں کہ "ایک چیز سے کسی دوسری چیز کا علم لازمی طور پر صادر ہو"[1] اس طرح پہلی چیز کو "دال" اور دوسری کو "مدلول" کہا جاتا ہے، اور ایک لفظ کا معنی بھی اس لفظ کی دلالت ہی ہوتا ہے۔[2] علم فقہ کی اصطلاح میں "دلالت" سے مراد "ایک لفظ یا مرکب الفاظ و کلمات کا وہ منطوق و مفہوم ہے جو اپنی ماہیت میں مختلف احوال کا حامل ہو سکتا ہو، مثلاً وہ لفظی یا معنوی، عمومی یا خصوصی، یا التزامی و اشاراتی، کلی یا جزئی، واضح یا غیر واضح، حقیقی یا مجازی اور قطعی یا ظنی نوعیت کا متقاضی ہو"۔[3] جیسا کہ علم اصول فقہ کی دلالتی اصطلاحات کتب اصول میں موجود ہیں، مثلاً عام و خاص، امر و نہی، مطلق و مقید، ظاہر و نص وغیرہ۔

اس میں غیر واضح دلالت سے التزامی دلالت مراد ہے کہ لفظ نہ تو کل معنی پر دلالت کرے اور نہ ہی جزوی معنی پر بلکہ لازم معنی پر دلالت کرے جیسا کہ اشارۃ النص، اقتضاء النص اور ایماء النص[4]۔ مفہوم کی دو قسمیں ہیں: موافق اور مخالف۔ موافق کی قسموں میں اولیٰ اور مساوی ہے جبکہ مخالف مفہوم کی قسموں میں غایت، شرط، وصف، عدد، ظرف، علت اور لقب ہے۔ ان میں سے بعض دلالتیں حنفی اسلوب سے اور بعض فقہائے جمہور کے طریقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

2.1 دلالت کی اقسام

مجموعی طور پر مکاتب اربعہ کے اصولی فقہاء کی ان اصطلاحات اور اقسام کو پیش نظر رکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی اعتبار سے دلالت کی چار تقسیمات ہیں:

- تقسیم اول: یعنی لفظ کی ساخت اور وضع کے لحاظ سے اس کی دلالت کی سات اقسام ہیں: عام، خاص، مشترک، امر، نہی، مطلق اور مقید۔
- تقسیم دوم: لفظ کے حقیقی، مجازی یا عرفی مفہوم میں استعمال کے لحاظ سے دلالت کی چار اقسام ہیں: حقیقت، مجاز، صریح اور کنایہ۔
- تقسیم سوم: لفظ کے اپنے معنی کی وضاحت اور خفاء کے قصد اور قطع و ظن کے درجات کے حوالے سے اس کی دلالت کی مجموعی دس اقسام ہیں: ظاہر، نص، مفسر، محکم، خفی، مشکل، مجمل، متشابہ، مؤول اور غیر مؤول۔
- تقسیم چہارم: لفظ کی اپنے معنی کی توضیح و خفاء کی کیفیت اور قطعیت و ظنیت کے فرق کو نمایاں کرنے کے اعتبار سے مجموعی طور پر آٹھ اقسام ہیں: عبارۃ النص، ایماء النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، فحوی الخطاب، لحن الخطاب،

اقتضاء النص اور مفہوم مخالف۔[5]

مذکورہ بالا چوتھی تقسیم میں سے ایک اہم فقہی اصولی اصطلاح "دلالۃ النص" ہے، جو کہ زیر نظر تحقیق کا موضوع ہے۔اس کو جمہور فقہاء کے مطابق "مفہوم موافق" کہا گیا ہے۔

2.2 دلالۃ النص کا مفہوم اور شرائط

دلالۃ النص کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ "ایک منصوص لفظ کی دلالت کسی غیر منصوص مسئلہ کے حکم پر ایسی علت کی بنا پر ثابت ہو رہی ہو کہ وہ علت لغوی طور پر اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہو اور اس کا فہم کسی قسم کے اجتہاد کے بغیر اس منصوص لفظ کے ادنی تفکر اور تامل سے واضح ہو جائے۔[6]اس تعریف سے دلالۃ النص کی تین شرائط معلوم ہوتی ہیں:

1. لفظ منصوص کی دلالت کسی غیر منصوص مسئلہ کے حکم پر ہو۔
2. غیر منصوص مسئلہ کے حکم کی علت منصوص لفظ میں لغوی طور پر شامل ہو۔
3. یہ لغوی مفہوم کسی مجتہد کے تفکر کے بغیر محض ایک عام عربی دان کو ادنی تامل سے سمجھ میں آجائے۔

فقہائے شوافع نے اس کو مزید دو قسموں فحوی الخطاب اور لحن الخطاب میں منقسم کیا ہے۔کیونکہ منصوص لفظ سے سمجھ آنے والا مفہوم غیر منصوص مسئلہ کے اندر اگر اعلی درجے پر موجود ہو تو وہ فحوی الخطاب کہلائے گا اور اگر غیر منصوص مسئلہ میں اس کی دلالت مساوی درجے پر ہو تو اسے لحن الخطاب کا نام دیا گیا ہے۔اس لئے اگر غیر منصوص مسئلہ میں اس کی دلالت مساوی درجے سے کم ہو یا اس کے فہم میں اجتہاد کی ضرورت ہو تو ایسا مفہوم دلالۃ النص میں شامل نہیں ہو گا بلکہ اسے استنباط کے درجہ پر لا کر کسی دوسری اصولی اصطلاح، مثلاً قیاس، استحسان یا مصلحت مرسلہ وغیرہ کے تحت شمار کرنا ہو گا۔[7] جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: تم (والدین) کو مت جھڑکو بلکہ ان کے سامنے اف تک نہ کہو۔اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے والدین کے سامنے اف کرنے اور انہیں ڈانٹنے سے منع فرمایا ہے اور اس فعل کو حرام قرار دیا ہے۔نص کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔مگر دلالت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو بات بھی والدین کے سامنے اُف کرنے کے مساوی ہو یا اس سے زیادہ شدید ہو اس میں علت تحریم اور بھی زیادہ موجود ہے اس لیے وہ بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔البتہ جو امور اُف کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ سے کمتر درجے کے ہوں وہ اس نص کے تحت داخل نہیں ہیں۔

2.3 دلالۃ النص سے متعلق موجود تحریرات

اصول فقہ پر ویسے تو بہت زیادہ کتب لکھی گئی ہیں اور دونوں مناہج پر الگ الگ کثیر کتب مدون کی گئی ہیں۔اصول فقہ پر سب سے پہلی مدون کتاب "الرسالہ" ہے جو امام شافعی کی تصنیف ہے اور طریقہ متکلمین کے مطابق ہے۔اور "البرھان" امام جوینی کی[8]،

"المستصفیٰ" امام غزالی اور "المحصول" امام رازی کی، یہ مشہور کتب ہیں جو متکلمین کے منہج پر مرتب کی گئی ہیں۔ اور احناف کے منہج پر جو کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے اہم اور مشہور بنیادی کتب یہ ہیں: "تقويم الادلة" ابو زید دبوسی کی، "تمهيد الفصول في الاصول" امام محمد بن احمد سرخسی کی، "اصول البزدوی" علی بن محمد بزدوی کی، "كتاب المنار" حافظ الدین نسفی کی ہے۔

"مدخل إلى دلالات الألفاظ" کے عنوان سے أبو الحسن هشام المحجوبي اور وديع الراضي کا مشترکہ مقالہ، الالوكة الشرعية نامی جرنل میں 2018 میں شائع ہوا، جس میں دلالات کے حوالے سے مذہب شافعیہ اور حنفیہ پر نہایت اختصار سے گفتگو کی گئی ہے۔ اسی طرح الدکتور سامح عبد السلام محمد کا ایک مقالہ "خلاصة القول في دلالات اللفظ والسياق عند الأصوليين" کے عنوان سے 2015 میں شائع ہوا، جو کہ اصولیین کے نزدیک دلالات میں سیاق کی اہمیت پر نو دلائل پر مشتمل ہے۔ اور ماسٹر لیول کا مقالہ بعنوان "العلاقة بين دلالة النص والقياس" جامعة النجاح الوطنية نابلس فلسطين سے اسراء فہمی محمد نے الدکتور حسن سعد خضر کی زیر نگرانی 2014 میں مکمل کیا، جو کہ دلالۃ النص اور قیاس کے درمیان تعلق کے حوالے سے فقہاء اور اصولیین کے نظریات پر تحقیقی کام ہے۔ علاوہ ازیں "حُجية دلالة النّص" کے نام سے محمد بن عبدالله الهاشمی نے کتاب تصنیف فرمائی، جس میں نہ صرف دلالۃ النص کی حجیت، نوعیت اور امثلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے، تاہم مقالہ ہٰذا احکامی آیات کی روشنی میں دلالۃ النص کی عصری معنویت سے متعلق ہے، جو کہ مذکورہ مقالات اور کتاب سے نہایت منفرد تحقیقی موضوع ہے۔

3. دلالۃ النص کی عصری معنویت

آیات احکام قرآن کی وہ آیات ہیں جن میں شرعی احکام بیان ہوئے ہیں یا ان آیات سے حکم شرعی استنباط کیا جاتا ہے۔ احکام شرعی سے اعتقادی اور اخلاقی احکام مراد نہیں ہیں بلکہ عملی احکام جیسے نماز، زکوۃ و جہاد وغیرہ کے احکام مراد ہیں۔ قرآن میں پانچ سو آیات شریعت کے مختلف احکام کے متعلق ہیں۔

دلالۃ النص لفظ کی لغوی دلالت کا معاملہ ہے نہ کہ شرعی دلالت کا، احناف قیاس کو شرعی تاثیرات کا معاملہ کہتے ہیں اور ان دونوں میں شعوراً اسی بنا پر فرق کرتے ہیں۔ دلالۃ النص کی دلالت قیاس کے مقابلے میں قوی تر ہونے کی بنا پر حدود و کفارات میں دلالۃ النص کے اجراء کو احناف جائز کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ دلالت کی تقویت کے لحاظ سے احناف دلالۃ النص کو عبارۃ النص سے نیچے رکھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ عبارت النص کے مساوی قوی لغوی دلالت نہیں بلکہ اس سے کم تر ہے۔

درج بالا بیان میں "لغوی دلالت" سے کیا مراد ہے؟ اس سے ذہن میں تین امکانات آتے ہیں:

1. باعتبار وضع لفظ کا مفہوم

2. باعتبار عرف لغوی لفظ کا مفہوم

3. تیسرا امکان بطریق استعمال ہے، یعنی سیاق کلام میں لفظ کے استعمال کا کسی معنی کو ظاہر کرنا۔

اس اعتبار سے درج ذیل سطور میں ان تینوں امکانات کو دلالۃ النص کے تحت نصوص کو عصری معنویت میں دیکھا جائے گا۔

1. دور حاضر میں کسی لین دین کے معاملے میں فریق اول نے اگر یہ کہہ دیا کہ "میں فریق ثانی کو ایک ہزار روپیہ نہیں دوں گا"، تو اس صورت میں دو ہزار روپے یا اس سے زائد رقم دینا بطریق اولیٰ منع ہو گا کیونکہ دو ہزار روپے میں ایک ہزار روپے کا مفہوم شامل ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے قرآن میں آیا ہے: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾[9] کہ جو شخص ایک ذرے کے برابر عمل کرے گا اسے اس کا اجر ملے گا۔ تو ایک سے زیادہ پر عمل کا اجر بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور یہ لغوی دلالت "بطریق وضع" کی صورت ہے۔ اسے ہی احناف کے ہاں دلالۃ النص کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دور حاضر میں ایسے تمام مالی معاملات میں اس آیت کے تحت عصری معنویت پائی جائے گی جو کسی مخصوص مقدار سے زائد رقم ادا نہ کرنے کے بارے میں ہوں گے۔

2. لیکن اگر کسی نے کہا کہ "فلاں کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے"، یہاں دو روپیوں کی نفی تو بطریق وضع لازم آئے گی مگر ایک روپے سے کم کی نفی لازم نہیں آئے گی بلکہ اس کے لئے اہل زبان کے عرف کو دیکھنا ہو گا، یعنی اگر وہ محاورتاً ایک روپے کی نفی سے ہر قسم کے مال کی نفی مراد لیتے ہیں تو پھر آدھے روپے (پچاس پیسے) کی نفی بھی درست ہو گی۔ اسی طرح اگر کہا کہ "فلاں شخص کو ڈھیر مال بھی دو تو خیانت نہیں کرتا" تو ڈھیر سے کم مقدار مال بطریق اولیٰ اس میں شامل ہو گا کہ وہ ڈھیر میں شامل ہے مگر ڈھیر سے زیادہ مثلاً دو ڈھیر بطریق وضع اس میں شامل نہیں ہو گا۔ البتہ بطریق عرف اسے مراد لینے کی گنجائش ہو گی۔

3. دور حاضر میں والدین کی نافرمانی، ان کے ساتھ ناشائستہ سلوک، ان کے مقام و مرتبے کی رعایت نہ کرنا، انہیں اولڈ ہومز میں چھوڑ دینا، یہ سب عمومی رویئے بنتے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ والدین کو "اف" نہ کہو اور سیاق کلام سے یہ بات واضح ہے کہ اس کا مقصد والدین کا احترام ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا: لَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ[10] چنانچہ لفظ کے استعمال کے مقام نے "اف" کے مفہوم کو واضح کر دیا اور یوں والدین کو مارنے، گالی دینے اور قتل وغیرہ کرنے کی ممانعت بطریق اولیٰ اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہو گئی۔

یاد رہے کہ لفظ "اف" سے لغوی طور پر مارنے کی ممانعت بطریق وضع لازم آنا ضروری نہیں کیونکہ یہ لفظ "مارنے" کے مفہوم کو شامل نہیں (جیسے دو میں ایک کا مفہوم شامل ہے) بلکہ ایسا ممکن ہے کہ "اف" کہنے سے منع کرنے کے باوجود زیادہ ایذا دینا جائز ہو۔ مثلا ایک بادشاہ کسی محترم شخص (مثلا کسی دوسرے ملک کے بادشاہ) کو کسی جرم کے سبب قتل کرنا چاہتا ہے اور جلاد کو کہتا ہے: "اسے اف تک مت کہنا، بس قتل کر دو" تو یہ کلام قابل فہم ہے۔ اسی قبیل کی مثال یہ ہے کہ شارع نے یتیم کا مال (ناجائز طریقے پر) کھانے سے منع کیا ہے، ارشاد ربانی ہے: "بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں، اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔"[11] سیاق کلام سے واضح ہے کہ مقصود صرف کھانا نہیں بلکہ ضائع کرنا ہے، لہذا اس کے مال کو جلانا بھی اسی مفہوم میں شامل ہوا۔ گویا کہ دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ یتیم کے مال کے ضیاع کی ہر صورت حرام ہے، کھانے کے علاوہ بھی ضیاع کی تمام موجودہ صورتیں ناجائز ہیں، مثلاً ان کے مال کو جلانا، غیر قانونی قبضہ کر لینا، محبوس کر لینا، غصب کر لینا، خراب کر دینا یا کسی اور کے ذریعے انہیں مالی نقصان پہنچانا یا ان کے مال کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا، یہ سب ظلم ہے اور اس مسئلے کی عصری معنویت میں شامل ہے۔

4. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ "[12] "جو بھول کر کھالے یا پی لے اور وہ روزہ دار ہو تو اپنا روزہ پورا کر لے اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا۔" اس حدیث میں دلالۃ النص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی نے بھول کر روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا کیوں کہ بھول کر کھا پی لینے کے باوجود روزے کے درست ہونے کی اصل وجہ نسیان یعنی بھول جانا ہے اور یہ سبب کھانے پینے کے ساتھ خاص نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہمبستری اور اس کے عصری متبادلات بھی دلالۃ النص کے اعتبار سے اس حکم میں داخل ہوں گے اگر ان کا ارتکاب کوئی روزے کی حالت میں بھول کر لیتا ہے۔

خلاصۃ البحث

اوپر بیان کی گئی مباحث اور امثلہ کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ عصر حاضر میں دلالۃ النص احکامی آیات میں نہ صرف علماء کے لیے فہم احکام اور اخذ احکام میں معاون ہے بلکہ علماء و عوام کے لیے فہم قرآن اور فہم احکام کی صلاحیت پیدا کر کے ایک منظم اور متحد معاشرہ تشکیل دینے میں معاونت کر رہی ہے۔ احکام شرعیہ کی تعبیر و توضیح میں دلالات مقاصد شریعت کی تفہیم میں ممد و معاون ہیں۔ آیات الاحکام سے عصری مسائل کے اخذ و استنباط میں دلالۃ النص ایک موثر دلیل ہے۔ دلالۃ النص کے قبول

اور عدم قبول میں معاصر فقہائے کرام کا اختلاف رائے موجود ہے۔ دلالۃ النص اپنی دقت اور اثر پذیری کے پیشِ نظر نصوصِ شرعیہ کی عصری تطبیق سے مسائل میں وسعت پیدا کرتی ہے۔

حوالہ جات

[1] محمد بن احمد بن عبدالعزیز ابن نجار الزحیلی، شرح الکوکب المنیر (المسمی بمختصر التحریر او المختبر المبتکر شرح المختصر)، ریاض، نزیۃ حماد، مکتبۃ العبیکان، 1998ء، 1/ 125
Muaḥmmad Bin Aḥmad Bin Abdul Aziz , Ibn e najar , Al-Zulḥaili, Sharḥ al-Koukab ul Munir ,(Al-Musamma bimukhtasar al-taḥreer aou almukhsabir almubtakir Sharḥ al-Mukhtasar)Riaz , Naziat Ḥamad , Maktabatul aybikan, 1998,1/125.

[2] الجرجانی، علی بن السید الشریف، کتاب التعریفات، قاہرہ، مصطفی البابی الحلبی، 1938ء، ص93
Al-Jurjani , Ali Bin Alsiyd Al-Sharif, Kitab ul Tarefat, Qahira, Mustafa ul Babi , al -ḥalbi, 1938,P 93.

[3] الدبوسی، ابوزید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ، تقویم الادلۃ فی اصول الفقہ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 2001ء، ص132
Al-Dabusi, Abu Zaid , Ubaid ullaha Bin Umar Bin Īsā , Taqvim Ul Adillata Fi Uslool Ul Fiqh , Bairut , Dar Ul Kutub Ul Ilmiah, 2001, Page 132.

[4] علاء الدین البخاری، کشف الاسرار عن اصول البزدوی، 1/ 115
Ala udin , Al-Bukhari , Kashaf ul Īsrar un Usool ul Bazdvi, 1/115.

[5] محمد ادیب صالح، تفسیر النصوص فی الفقہ الاسلامی، بیروت، المکتب الاسلامی، 1993ء، 1/ 484
Muḥammad Adib Saliḥ , Tafsir Ul Nasoos Filfiqh ul Īslami, Bairut, Al-Maktab ul Īslami, 1993, 1/484.

[6] الاصفہانی، حسین بن محمد راغب، المفردات فی غریب القرآن، کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت، 1961، 1/ 171
Al-AfṢhahani, Ḥussain Bin Muḥammad Raghib, AlMufridāt Fi Ghrib ul Qurʾān Karachi, Noor Muḥammad Karkhana e Tijarat, 1961, 1/171.

[7] مصطفیٰ سعید الحن، اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیۃ فی اختلاف الفقہاء، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1972ء، ص136
Mustafa Saeed ul Khun, Asar ul Īkhtlaf Fil Qwaid ul ʾUsoolia Fi Īkhtlaf Fil Fuqaha, Bairut ,Moisisatul Risalah , 1972, Page 136.

[8] جوینی، عبد الملک بن عبد اللہ، البرہان فی اصول الفقہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1997ء، ص136
Jawaini, Abdul Malik Bin Abdullah, Al-Burhan Fi Usool ul Fiqh , Dar ul Kutab ul Īlmia , Bairut , Labnan, 1997, Page 136.

[9] القرآن 7:99
Al-Qurān 99:7.

[10] القرآن 24:17
Al-Qurān 17:24.

[11] القرآن 10:4
Al-Qurān 4:10.

[12] مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الصیام، باب اکل الناسی وشربہ وجماعہ لا یفطر، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن، رقم :2716
Muslim Bin al-Hajāj , Al-Jāmeo al-Ṣaḥīḥ , Kitāb al-Siām, Bāb Akul nāsi wa sharbahu wa Jamahi La Yuftir , Dār .ul Ahya ul Turas Al-Arbum , Hadith No:2716.